معاشی و معاشرتی ترقی میں خواتین کا کردار

تحریر: جویریہ حسن

یہ حقیقت ہے کہ اسلام نے عورت کا حقیقی مقام اسکا گھر قرار دیا ہے اور عملی زندگی و معاشرتی مشکلات کی گونا گوں صعوبتوں سے اسے دور ہی رکھا ہے مرد کو عورت کا معاشی کفیل اور معاشرے میں اسکا محافظ بنایا ہے اس لئے نہیں کہ وہ عورت سے اُس کا معاشی استقلال کا حقِ عمل چھین لے بلکہ اس وجہ سے کہ عورت اسلامی اقدار کے مطابق تربیتِ اُمم اس انداز سے کرے کہ ہر دور میں تجدید و اقامتِ دین کا کام ہوتا رہے۔ اور یوں بھی خالقِ انسانیت نے مرد و عورت کے فطری و ظائف میں تفاوت تو ضرور رکھا ہے۔لیکن اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ عورت دنیا کے جملہ امور سرانجام دینے کی اہلیت رکھتی ہے۔لیکن بنیادی ذمہ داری نظروں سے اوجھل نہ ہو اور فطری صلاحیتیں بھی بروئے کار آتی رہیں تبھی ایک اسلامی معتدل معاشرہ کی تشکیل ممکن ہے، مثبت کردار اور مصمم ارادہ سے عورت تاریخ کے دھاروں کو بدل سکتی ہے، تاریخ کے مختلف ادوار میں ظلم و جبر کے خلاف اُٹھنے والی اکثر تحریکوں میں عورت روح رواں رہی ہے۔عورت انقلاب آشنا ہو جائے تو قوم کا مقدر بدل سکتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

”هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط“ (البقرۃ،۲:۱۸۷) (وہ تمہاری پوشاک ہیں اورتم ان کی پوشاک ہو۔)

یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ

☆ اسلام نے عورت کی قدر ومنزلت کو بڑھا کر اُسے گھر کی زینت تک مقید کردیا ہے یا اُسے اپنی فطری صلاحیتیں بروئے کار لانے کی اجازت بھی دی ہے۔

☆ اُسے قدر و تحسین کی نگاہ سے دیکھا ہے یا صرف گوارہ کرلیا ہے۔

☆ نیز اگر بغرض ضرورت اُسے گھر سے باہر سعی و جدوجہد کی اجازت ہے تو اُسکا دائرہ کار کیا ہونا چاہیے؟

☆ یہ سعی و جدوجہد دعوت دین کی بنیاد کس طرح بن سکتی ہے؟

اسلام نے عورت کی جدوجہد کو صرف چار دیواری تک محدود نہیں رکھا۔ بلکہ پرواز عمل کے لئے اسے وسیع تر فضا مہیا کی ہے۔ عورت اپنی ہنرمندی اور ذہانت و فطانت سے ملی وقومی ترقی کے لئے بے شمار خدمات سرانجام دے سکتی ہے۔ اسے علم وعمل، ادب و شاعری، صنعت وتجارت، مذہبی خدمت اور دعوت و اصلاح کی یکساں آزادی ہے۔ تاریخ وسیّر کی متعدد کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین نے کھیتی باڑی، تجارت، صنعت وحرفت اور دیگر امور میں بھی حصہ لیا ہے۔

ذیل میں عصرِ حاضر کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے عہد رسالت اور عہدِ خلفائے راشدین کے تناظر میں عورت کے دائرہ عمل اور معاشرتی جدوجہد کی جہتیں متعین کی جائیں گی نیز یہ ثابت کیا جائے گا کہ اگر خواتین دیگر سماجی، معاشی اور تعمیر وترقی کے کاموں میں حصہ لے سکتی ہیں اور یہ ازروئے احکاماتِ اسلام مستحسن خیال کیا گیا ہے۔ تو دعوت دین (جو کہ اُس کی اہم اوراولین ذمہ داری ہے) کے ضمن میں عورت کا کردار وعمل کیا ہونا چاہیے۔ نیز صحابیاتِ مبشرات کی زندگی کا مختصر خاکہ پیش نظر رہے گا جنہوں نے دعوت وتبلیغِ دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں۔

گھر سے باہر سعی و جدوجہد کی اجازت

بغرض ضرورت عورت کو گھر سے باہر نکل کر سعی و جدوجہد کی اجازت ہے۔ پاکیزہ مقاصد کے حصول اور امورِ خیر کی تکمیل کے لئے حضور ﷺ نے حکم ربانی کے تحت اُسے گھر سے باہر کام کرنے کی اجازت دی ہے۔ حدیث مبارک ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری خالہ کو تین طلاقیں دی گئی تھیں۔ پس وہ اپنی کھجوریں کاٹنے کے لئے نکلیں راستے میں اُن کو ایک شخص ملا۔ اُس نے انہیں دورانِ عدت گھر سے نکلنے سے منع کیا۔ تو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نکلا کر اور اپنی کھجوریں کاٹا کر شاید تو اس میں سے صدقہ دے یا کوئی اور نیک کام کرے۔ (سنن ابی داود، کتاب الطلاق، ص: ۲۲۹۴) دار احیاء، ۳۹۲)

درج بالا حدیث مبارک سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خواتین مخصوص ایام میں (جن میں گھر میں قیام کرنے کی پابندی ہوتی ہے) بھی ضرورتاً اور نیک مقاصد کے حصول کے لئے گھر سے نکل سکتی ہیں اور نہ ہی دورِ رسالت ﷺ میں خواتین کے لئے گھر سے نکلنے کی کوئی ممانعت تھی۔ اگر پہلے سے کوئی عمومی ممانعت ہوتی تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خالہ گھر سے کھیتوں میں جانے کا قصد کیوں کرتیں اور یہ بحث بھی نہ چھڑتی کہ فلاں عورت کا مخصوص حالت میں گھر سے نکلنا جائز ہے یا نہیں۔ بعض دوسری روایات سے یہ بات مزید واضح ہو جاتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

پردہ کی آیات نازل ہونے کے بعد حضرت سودہؓ رفع حاجت کے لئے چادر اوڑھ کر باہر گئیں چونکہ وہ بہت جسیم تھیں اس لئے چادر کے باوجود بھی وہ پہچانی جاتیں تھیں پس وہ ایک دن باہر گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

اُن سے کہا کہ آپ چادر کے باوجود ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ سمجھ جاؤ! کہ کس لئے نکلی ہو۔ حضرت سودہؓ عمرؓ کی باتیں سن کر واپس آئیں۔ نبی اکرم ﷺ میرے گھر میں موجود تھے اور کھانا کھا رہے تھے ایک ہڈی آپ کے ہاتھ میں تھی تو حضرت سودہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں باہر گئی تھی تو عمرؓ نے مجھ سے یہ کہا آپ نے جب یہ سنا تو آپ پر وحی نازل ہونے لگی نزول کے بعد بھی ہڈی ہاتھ میں تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تم کو اجازت دیتا ہے کہ تم ضرورت کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہو۔)

(صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب قولہ لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم (۴۵۱۷)،۴، ۱۸۰۰)

درج بالا نصوص سے ظاہر ہوتا ہے۔ عورت کو از روئے شریعت اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے پردہ کے اندر رہتے ہوئے گھر سے نکلنے کی یقینی اجازت ہے اور اس پر موجودہ معاشرے کا کوئی نظام اور فرد قدغن نہیں لگا سکتا۔

درج ذیل نص قرآنی اس اجازت عمومی پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہے۔

''لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ط وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ط.'' (النساء،۴: ۳۲)

(مردوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور عورتوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا)

صنعت وحرفت میں عورت کا کردار

بوقتِ ضرورت خواتین نے صنعت وحرفت میں بھی اپنا کردار ادا کیا اور اس سے روزگار حاصل کیا جس سے انہوں نے اپنی اور اپنے بچوں کی کفالت کی۔

صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی صنعت وحرفت سے واقف تھیں اسی روزگار کے ذریعے اپنا، اپنے بچوں اور خاوند کا پیٹ پالتی تھیں۔ ایک دن بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر فرمانے لگیں:

''میں ایک تاجر عورت ہوں چیزیں تیار کر کے فروخت کرتی ہوں (اس طرح میں تو کما سکتی ہوں) میرے شوہر اور بچوں کے پاس کوئی اور ذریعہ آمدنی نہیں ہے''۔ اسعد الغابہ سے منقول ہے:

اسلام نے عورت کو اُسکے دیگر معاشی حقوق کی طرح جائیداد رکھنے، اسکی خرید وفروخت اور روزی کمانے کی اجازت بھی دی ہے۔ قرآن وحدیث میں کہیں بھی عورت کے کام کرنے پر پابندی عائد نہیں کی گئی ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ کام از روئے شریعت جائز اور حدود و قیود کے اندر ہو۔

ایک حقیقی اسلامی معاشرے میں ایسی بہت سی جہتیں ہیں جہاں ایک عورت اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے لئے روزگارِ حیات کا سامان کرسکتی ہے۔ خود ازواجِ مطہرات ام المومنین میں سے بعض ذی

شان خواتین صنعت وحرفت میں اپنی خدمات سرانجام دیں۔

''حضرت سودہ ﷛ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ کھالوں کی دباغت کا کام جانتی تھیں۔''

(سیرۃ خیر الانام ﷺ، شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور، ۱۴۲۰ھ، ۵۵۴)

حضرت زینب دختر جحش ؓ امور دستکاری میں ماہر تھیں۔

''ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بڑی کریم النفس اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ انہیں کسی صنعت میں بھی مہارت حاصل تھا۔ اس لئے جو کچھ کماتیں راہ خدا میں صرف کر دیتیں۔'' (اسد الغابۃ، ۱۱، ۱۰/۱۲۲)

لہٰذا یہ امر ثابت ہوا کہ اسلام کے دورِ اوائل میں خواتین نے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں روزگار معاش کے لئے محنت و مشقت کی اور ہادی کونین ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔ اگر حضور اکرم ﷺ اسے پسند نہ فرماتے تو کم ازکم ازواجِ مطہرات کو اس سے منع ضرور فرما دیتے لیکن آپ ﷺ کے اس کے خلاف طرزِ عمل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خواتین کو حصول معاش کے لئے مختلف جائز ذرائع اختیار کرنیکی عمومی اجازت ہے۔

تجارت میں عورت کا کردار

جس طرح امہات المومنین میں سے بعض نے صنعت وحرفت کا پیشہ اختیار کیا اسی طرح زوجۂ رسول اکرم ﷺ حضرت خدیجۃ الکبری نے پیشۂ تجارت میں جس قدر ترقی کی اہل ایمان سے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔ کُتب احادیث وسیَر اور تاریخ میں اسکا تفصیلی ذکر ملتا ہے۔

صحابیات وتابعیات میں سے بعض خواتین نے تجارت کی اور بہت کامیاب تاجرہ بنیں۔ حضرت قیلہؓ، ام بنی انمارؓ انہی خواتین میں سے ایک ہیں۔ آپ نے تجارت کی اور اسکے بارے نبی علیہ والصلوۃ والسلام سے رہنمائی بھی لی۔

فرماتی ہیں: ''میں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا میں ایک کاروباری عورت ہوں خرید وفروخت میرا کام ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ میں کوئی چیز بیچنا چاہتی ہوں تو قیمت زیادہ بتاتی ہوں اور اگر کچھ خریدنا چاہتی ہوں تو اُس قیمت سے کم بتاتی ہوں جس میں اسے خریدنا چاہتی ہوں حضور ﷺ نے فرمایا: اے قیلہ اس طرح نہ کیا کرو بلکہ قیمت وہی بتایا کرو جس پر تم اسے خریدنا یا بیچنا چاہتی ہو'' (اسد الغابۃ، ۱۰، ۱۱/ ۲۲۶)

''اس طرح ایک خاتون اصولِ تجارت وضع کرواتیں ہیں۔ اسی طرح اسماء بنت مخربہؓ، خولہؓ، ملیکہؓ وغیرہ عطر کی تجارت کیا کرتیں تھیں۔ حضرت ام ورقہؓ اور حضرت کریمہؓ بھی سوداگری کا کام کیا کرتیں تھیں۔''

(طبقات ابن سعد، محمد بن سعد البصری (مولانا راغب رحمانی، نفیس اکیڈمی کراچی، اپریل ۱۹۸۷ء، ۸/۲۱۳)

کاشت کاری میں عورت کا کردار

جس طرح عورتیں عہد رسالت میں صنعت وحرفت اور تجارت کیا کرتی تھیں اسی طرح بعض جلیل القدر صحابیات دورِ رسالت ﷺ میں بوقت ضرورت گھر سے باہر کاشتکاری بھی کیا کرتی تھیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خالہ کا دورانِ عدت کھجور کے پیڑ کاٹنا اس بات کی غمازی کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت اسماءؓ بنت ابوبکر صدیق بھی انہیں خواتین میں سے ایک تھیں۔

''آپ شادی کے بعد گھر کے کام کاج کے علاوہ گھر سے دو میل کے فاصلے پر واقع کاشت کاری کی زمین سے کھجور کی گٹھلیاں اکٹھی کر کے لایا کرتی تھیں۔''

(تیسیر الباری ترجمہ وشرح صحیح بخاری، علامہ وحید الزماں، تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور، ۷/ ۱۳۹)

اسی طرح ایک اور عورت کا ذکر صحیح بخاری میں ہے جو اپنے کھیتوں میں چقندر بوتیں اور جمعہ کے دن انہیں نمازیوں کو کھلاتیں تھیں۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم میں ایک عورت تھی جو نہر کے کنارے اپنے کھیت میں چقندر بویا کرتی تھی۔ جب جمعہ کا دن ہوتا تو وہ چقندر کی جڑوں کو اُکھاڑ کر انہیں ہانڈی میں ڈالتی۔ پھر ایک مُٹھی جو کا آٹا اس میں ڈالتی اور چقندر کی جڑیں گویا بوٹیوں کی طرح ہو جاتیں۔ جب ہم نمازِ جمعہ سے واپس آتے تو اسے سلام کرتے اور وہ یہ کھانا ہمارے سامنے رکھ دیا کرتی اور ہم جمعہ کے روز اس کھانے کی تمنا کیا کرتے تھے۔

(الجامع صحیح بخاری، کتاب الجمعہ، باب قال اللہ تعالی، فاذا قضیت الصلاۃ فانتشروا فی الارض (۸۹۶)،۱/ ۳۱۷)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی عورت اجر وثواب کے حصول، رضائے خداوندی اور دعوت واقامتِ دین کے لئے گھر سے باہر کام کرتی ہے تو اُس کے لئے اسکا اجر ہے۔ اور اگر وہ شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے یہ امور سرانجام دیتی ہے تو اسکی ممانعت کا بھی کسی کے پاس کوئی جواز یا دلیل نہیں ہے۔

عورت بطورِ طبیب

اسلام کے اوائل دور اور بعد ازاں بھی کثرت سے خواتین ماہر طب ہوا کرتی تھیں۔ وہ جہاد میں شریک ہوتیں اور وہاں بطور طبیب خدمات سرانجام دیتی تھیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے واضح الفاظ میں زخمیوں کو علاج کی خاطر خاتون طبیب کی طرف لے جانے کی ہدایت کی ''اسد الغابہ'' میں ابن اثیر نے اس کو نہایت احسن انداز میں بیان فرمایا ہے:

''جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ غزوہ خندق میں زخمی ہوگئے تو آپ ﷺ نے اُنکے اہل قبیلہ کو حکم دیا کہ انہیں اُٹھا کر رفیدہؓ کے خیمے میں لے جاؤ تا کہ مجھے ان کی عیادت کے لئے دور نہ جانا پڑے ان خاتون نے مسجد نبوی میں خیمہ تان

رکھا تھا۔ جہاں وہ زخمیوں کا علاج کرتیں اور جو مسلمان ان کے زیرِ علاج ہوتے انکی اچھی طرح دیکھ بھال کرتیں حضور اکرم ﷺ جب بھی ادھر سے گزرتے تو مریضوں کا حال دریافت کرتے اور حضرت رفیدہؓ کی تحسین فرماتے۔"

(اسد الغابۃ، ۱۱، ۱۰/ ۱۰۸؛ تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۲۰۰۴ء)

حضور علیہ الصلوۃ والسلام جب بھی جہاد کے لئے روانہ ہوتے آپ کے ساتھ خواتین بھی کثرت سے شریک ہوتیں اور اسی غرض سے کہ وہ زخمی مجاہدین کی مرہم پٹی اور علاج کیا کریں گی۔ جس کثرت سے خواتین کو علمِ طب پر عبور حاصل تھا۔ یوں لگتا ہے کہ عہدِ رسالت میں انہیں اسکی خاص تعلیم اور عملی تربیت دی جاتی تھی۔

"حضرت اُم سلیمؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ انصار کی خواتین غزوہ میں شریک ہوتیں وہ مریضوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج کرتیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ غزوات میں اُم سلیمؓ اور انصار کی خواتین کو ساتھ لے جاتے اور وہ مریضوں کی مرہم پٹی کیا کرتیں حضرت ربیع بنت معوذؓ فرماتی ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ہوتیں ہم پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج کرتیں۔ لیلی غفاریہؓ فرماتی ہیں کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جاتی اور زخمیوں کا علاج کرتی۔" (حیاۃ الصحابہ، شیخ محمد یوسف الکاندھلوی، دار القلم دمشق، ۱۴۱۰ھ، ۱۹۸۹ء، ۱/ ۶، ۵۹۴)

اُم مطاعؓ، اُم کبشہؓ، حمنہ بنت جحشؓ، معاذہ لیلیٰؓ، اُمیہؓ، اُم زیادؓ، اُم عطیہؓ کو بھی علم طب و جراحت میں مہارت تامہ حاصل تھی۔

(سیرت نبویؐ میں عورت کا کردار، پروفیسر عاصمہ فرحت اسلامک پبلی کیشنز لاہور مئی ۱۹۹۶ء، ۱۱۰، ۱۰۹۔)

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے آشنائی ہوتی ہے کہ کس قدر خواتین معاشرتی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے اپنا کردار ادا کرتی رہیں۔

دورِ حاضر کی خواتین اور معاشرے کے لئے یہ اسوہ لائق تقلید ہے جو یہ زعم باطل لئے بیٹھے ہیں کہ اسلام نے عورت کو جو قدر و منزلت اور عفت و حیات کا تاج پہنایا ہے اُسکا تقاضا یہی ہے کہ عورت گھر میں ہی مقید رہے اور اپنی صلاحیتوں کو امورِ خانہ تک ہی محدود رکھے۔ جبکہ اسوۂ نبوی ﷺ ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ اگر کسی خاتون میں کوئی صلاحیت پائی جاتی ہے تو نہ صرف اُسکی حوصلہ افزائی کی جائے بلکہ اُسے پنپنے کا پورا موقع بھی فراہم کیا جائے۔

ذرا سوچیے! اگر عہد رسالت مآب ﷺ میں بھی خاتون کے ساتھ یہی معاملہ کیا جاتا اور اُنہیں جہاد میں ساتھ نہ لے جایا جاتا۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے لئے دشمن سے معاملہ کرنا کس قدر مشکل ہو جاتا۔ وہ زخمی ہو جانے والوں کی دیکھ بھال اور علاج معالجہ کرتے۔ نڈھال لوگوں کو پانی اور خوراک فراہم کرتے یا

مقتول واپس بھجوانے کا بندوبست کرتے۔ اس طرح قلیل تعداد ہی دشمن سے برسرِ پیکار ہونے کے لئے میسر آتی۔ یہی معاملہ عصرِ حاضر کے ساتھ ہے اگر ہم عورت کو گھر میں مقفل کر دیں گے اور تمام ذمہ داریاں مردوں پر ڈال دیں گے۔ تو ہم اُمت مسلمہ کے وقار کی بحالی کے لئے کچھ خاطر خواہ کام انجام نہیں دے پائیں گے۔ اسلامی فلاحی معاشرے کی کچھ ایسی ذمہ داریاں ہیں جو فقط طبقہ نسواں کو ہی انجام دینا ہوں گی اور ان ذمہ داریوں کو احسن انداز سے ادا کرنے کے لئے سازگار ماحول مہیا کرنا ہوگا۔

اعلیٰ اقدار کے فروغ میں خواتین کا کردار

معاشرے میں اعلی اسلامی اقدار کے فروع میں خواتین نہایت موثر کردار ادا کرسکتی ہیں۔ چونکہ ایک عورت بیک وقت متعدد ذمہ داریاں سرانجام دے رہی ہوتی ہے لہذا وہ مردوں پر زیادہ بہتر انداز میں اثر انداز ہوسکتی ہے۔ عورت بطور ماں، بہن، بیٹی، بیوی گھر میں موجود ہوتی ہے وہ کسی نہ کسی حوالے سے نیکی اور معروف پر راغب کرسکتی ہے جبکہ حکم خداوندی کے مطابق وہ بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اسی طرح مکلّف ہے جیسے مرد۔ نتیجتاً اجر وثواب میں برابر کی حقدار بھی ہے۔

جیسے مولانا عبد الرحمان بخاری لکھتے ہیں:

’’حیاتیاتی لحاظ سے انسانی معاشرہ مردوں اور عورتوں کی تین زندہ نسلوں (معمر، بالغ، نوخیز) کا سائیکل ہوتا ہے۔ یہ تینوں نسلیں معاشرہ کی بنیادی اکائی یعنی خاندان میں ایک جگہ موجود ہوتیں ہیں۔ اس لحاظ سے خاندان معاشرتی تعلقات اور ارتباط کا نہایت اہم اور محتاط ادارہ ہونے کے ناطے نہ صرف انسانی معاشرے کا لازمی عنصر ہے بلکہ تہذیب و تمدن کے لئے بنیادی اینٹ کی حیثیت رکھتا ہے اور چونکہ معاشرہ اپنی تکوین و تنظیم میں مختلف خاندانی اکائیوں ہی کا مجموعہ ہے اس لئے معاشرہ کی قوت وضعف اور ارتقاء و انحطاط کا انحصار انہی بنیادی اکائیوں کی مضبوطی و کمزوری پر ہے۔‘‘

(اسلامی معاشرہ میں حیثیت نسواں کا تاریخی جائزہ، مولانا سید عبد الرحمان بخاری، المنہاج (سہ ماہی) جلد۲ شمارہ ۴، ص ۹، ۱۹۸۴ء)

فقط ماں ہی کی مثال لیجئے وہ اپنی اولاد پر کس قدر اثر انداز ہوتی ہے۔ بقول امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بچہ اپنے والدین کے ہاں بطور امانت ہوتا ہے۔ اسکا پاکیزہ قلب ہر قسم کے نقش سے خالی پاکیزہ اور نفیس جوہر ہوتا ہے، اس پاکیزہ قلب پر جو کچھ تحریر اور نقش کر دیا جائے وہ اسے قبول کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اور جس طرف اسے مائل کریں اُدھر مائل ہو جاتا ہے۔ اگر اسے بھلائی کی عادات اور اچھے اخلاق و اطوار کا عادی بنایا جائے تو اس میں اچھے اخلاق و اطوار راسخ ہو جاتے ہیں اور اگر اسے برے اخلاق و عادات ذمیمہ کا عادی بنایا جائے تو وہ انہی کا خوگر ہو جاتا ہے نتیجتاً دنیا و آخرت میں ہلاک ہوتا ہے۔

خاندان کی ان اکائیوں میں سے ایک اکائی (عورت) نہایت اہم ہے۔ اعلی اقدار کے فروغ اور اخلاقی تربیت کے ضمن میں عورت کے کردار کے سلسلے میں اس امر کا اعتراف حق بجانب ہے کہ اس وقت معاشرے کی اصلاح میں عورت کا کردار نہایت موثر ثابت ہوسکتا ہے۔ عورت رجحان ساز ہے وہ معاشرے کو ترقی سے ہمکنار کرنے کے لئے خام مال مہیا کرتی ہے اور اپنے گھر میں موجود مرد حضرات کی تربیت و اصلاح احوال کی ذمہ دار ہے۔ غرضیکہ اولاد کے ساتھ نسبتاً زیادہ وقت گزارنے والی شخصیت ماں ہی اُسکے اندر اچھی عادات پیدا کرسکتی ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارک سے عیاں ہے کہ

"والمرأة راعية على أهل بيت زوجها وولده وهي مسؤولة عنهم."

(اور عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اسکے بچوں کی نگہبان ہے اور اس سے اسکی رعایا کے متعلق سوال ہوگا۔)

(صحیح بخاری، کتاب الاحکام، باب قول اللہ تعالیٰ اطیعو اللہ والرسول واولی الامرمنکم نساء، ۵۹، (٦۷١٩)، ٦/ ۲۹۱۱۔)

اسلام کے دور اوائل سے لے کر آج تک خواتین نے معاشرے میں جگہ پانے والے بگاڑ کو ختم کر کے اصلاح و ہدایت نافذ کرنے کی پوری کوشش کی ہے اب بھی وہ اپنے حقوق و اختیارات کو استعمال میں لاتے ہوئے سیاسی، تہذیبی اور مالی معاملات میں شریک ہوسکتی ہے اور تمدن و معاشرت کی اصلاحی تحریکات میں بھی شامل ہو کر اپنا کردار ادا کرسکتی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اُسے باہر نکلنے کے لئے بھر پور مواقع بھی فراہم کرنے چاہئے اور حدودِ شرعی کے مطابق اُسکی تربیت بھی کرنی چاہیے۔

نسلِ انسانی کی تربیت اور اُمتِ مسلمہ کے وقار کی بحالی کے لئے آج عورت کو اپنا طرز فکر اور قرینۂ زندگی بدلنا ہوگا۔ احیائے اِسلام کے خواہ کتنے ہی بلند و بانگ نعرے لگائے جائیں۔ تعلیمات نبوی ﷺ کی تبلیغ اور نفاذِ اسلام صرف اور صرف عورت کی گود سے ہی نکل کر پھیل سکتا ہے۔ عورت کو عصر حاضر کے تقاضوں کے پیش نظر شرعی حدود قیود کے اندر رہتے ہوئے بطور داعیہ اپنا کردار و عمل متعین کرنا ہوگا۔

اسلام کے قرونِ اولیٰ ہی کی مثال لیجیئے جس کے طفیل عورت کو مقامِ عزت نصیب ہوا۔ زوجۂ رسول ﷺ حضرت خدیجہؓ حکمت و بصیرت کا ابلتا چشمہ تھیں۔ حضور ﷺ کی پہلی وحی کے موقع پر آپ نے بلا تامل آپ ﷺ کے ہادیِ برحق ہونے کی شہادت دے دی دوسری جانب آپ عملی زندگی کی کامیاب تاجر بھی تھیں۔

اسی اسوۂ حسنہ کی تقلید کرتے ہوئے عصر جدید کی خواتین کو چاہیے کہ عائلی زندگی سے لیکر قومی زندگی تک خود کو شرافتِ انسانی کا پیکر بنا کر دین کی تجدید کے لئے متحرک اور سرگرمِ عمل ہو جائیں۔

جب تک آج کی عورت اسماءؓ بنت یزید نہیں بن سکتی فہمِ دین کا نور بناتِ اسلام کے اذہان کو منور نہیں کرسکے گا۔ جب تک مسلمان عورت اسوۂ بتول کی اتباع نہیں کرتی عزم و ہمت، جرأت و شجاعت، صبر و استقامت کا پیکر حسین رضی اللہ عنہ پیدا نہیں ہوگا۔ جب تک زینب بنتِ علیؓ سی جرات و بے باکی خواتین کے اندر پیدا نہیں ہوگی راہ حق میں جان لٹا دینے کا جذبہ کبھی امتِ مسلمہ میں بیدار نہیں ہوگا اپنی آئندہ نسلوں کو مسلمان دیکھنے کی آرزو

کرنے والی خاتون کو آج حق کا علم خود اپنے ہاتھوں سے سر بلند کرنا ہوگا۔

خواتین کی تعلیم و تعلم اور فکر و ادب کی ترویج کے لئے اسلام نے اُسے خصوصی مواقع فراہم کیے ہیں۔ جس سے کسبِ فیض کے بعد وہ ملک وقوم اور دین کے لئے تقویت کا باعث بنی۔ ان میں سے بہت سی خواتین نے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ جن میں سے بعض کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ یہاں ہم اعلی اقدار کے فروغ کے ضمن میں شعر و ادب میں اسلام کے دور اوائل کی خواتین کے کردار کا مختصر جائزہ پیش کریں گے اور یہ ثابت کریں گے کہ خواتینِ اسلام کس طرح اپنی مخصوص صلاحیتوں سے اسلام کی ترویج و اشاعت میں حصہ لیتیں تھیں۔

شعر و ادب میں خواتین کا کردار

عہدِ رسالت ﷺ میں ایسی صحابیات بھی تھیں جو قبولِ اسلام کے بعد شعر و شاعری کے ذریعے اسلام کی دعوت دیا کرتیں۔ خواتین جہاد میں مردوں کے ہمراہ شریک ہوتیں اور پر جوش اشعار پڑھ پڑھ کر مجاہدین کے ولولہ کو بڑھایا کرتیں۔ اُن کا حوصلہ بڑھاتیں اور شہادت کا شوق اُن میں اُبھارتیں۔

''حضرت خنساءؓ عرب کی مشہور نامی گرامی شاعرہ تھیں۔ بازارِ عکاظ جو شعرائے عرب کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ حضرت خنساءؓ کو اس بازار میں خیمہ ملا جس کے دروازے پر علم نصب تھا جس پر ''ارثی العرب'' کے الفاظ کندہ تھے جس کا مطلب ہے عرب میں سب سے بڑھ کر مرثیہ گو۔ آپ کا دیوان بہت ضخیم تھا۔ ۱۸۸۸ھ میں بیروت سے مع شرح چھپا، ۱۸۸۹ھ میں اس کا فرنچ زبان میں ترجمہ ہوا اور دوبارہ چھاپا گیا۔''

(شرف النساء، عنایت عارف، المکتبۃ العلمیہ لاہور (س ن) ۲۴۵۔ ۲۴۸؛ عورت قرآن وسنت اور تاریخ کے آئینے میں، ۳۲۱)

''ایک خاتون لیلائے خیلیہ کو شعرائے عرب نے شعر و ادب کے فن میں عورتوں کا سرتاج تسلیم کیا ہے، اس کے علاوہ حضرت خنساءؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت سعدیؓ، حضرت عاتکہؓ، حضرت امامہؓ، حضرت ہند بنت حارثؓ، حضرت زینبؓ، حضرت ہند بنت اثاثہؓ، حضرت ام ایمنؓ، حضرت قتیلہؓ، حضرت کبشہؓ، حضرت میمونہؓ، حضرت بویہؓ، حضرت نعیمؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ارویؓ، حضرت زینب بنت عوامؓ وغیرہ اس فن میں خصوصی شہرت کی حامل تھیں۔''

(عورت قرآن وسنت اور تاریخ کے آئینے میں، ۱۵۴)

ان خواتین نے رزمیہ، مرثیہ شاعری بھی کی اور اسلام کی طرف دعوت بھی اسی فن کو بروئے کار لاتے ہوئے دی۔ دورِ رسالت ﷺ میں کوئی ایسا شعبۂ حیات نہیں تھا جس میں شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے خواتین نے اپنی خدمات سرانجام نہ دی ہوں۔ اور ہم نے گاہے بگاہے اسکا ذکر بھی کیا ہے کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نہ صرف ان خواتین کی حوصلہ افزائی فرماتے اور انہیں مزید مواقع فراہم کرتے بلکہ آپ ﷺ خواتین کی ان عملی سرگرمیوں سے قلبی فرحت بھی محسوس کرتے تھے۔